نکاح کے لئے مرد اور عورت کا انتخاب

اسلامی شریعت پر ایک نظر

از:۔ مولانا شہاب الدین ندوی، ناظم فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ، بنگلور

دوسری قسط

یہ بات صرف مردوں کے انتخاب میں ہے۔ ورنہ عورتیں کفارت (ہمسری) میں اپنے سے بہتر افراد سے بھی نکاح کر سکتی ہیں۔ اور اس صورت میں عورتوں کے سرپرستوں کو اعتراض کا کوئی حق نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ امام سرخسیؒ تحریر کرتے ہیں:

"واذا تزوّجتِ المرأۃُ رجُلاً خیراً مِنها فلیسَ للولی أن یفرّق بینهما۔ لان الکفاءۃ غیرُ مطلوبۃٍ من جانبِ النّساءِ۔ فانّ الولیّ لا یتعیّرُ بأن یکون تحتَ الرجلِ مَن لا تُکافِئُه." ؎۱

غرض جن علماء نے حسب ونسب کو معتبر مانا ہے ان کے نزدیک نسبی اعتبار سے ایک اونچے درجے کا شخص اپنے سے کمتر درجے کی عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ مگر ایک اعلیٰ درجے کی عورت کو ایک کمتر شخص سے نکاح کرنا ایک عیب کی بات ہے۔

بہر حال یہ عام فقہاء یا جمہور علماء کا مسلک ہے جو بعض خاص صورتوں میں معتبر ہو سکتا ہے ورنہ عمومی قانون وہی ہوگا جو قرآن، حدیث اور صحابہ کرام کے عمل سے پوری طرح ظاہر ہے واللہ اعلم۔ ؎۲

؎۱ المبسوط للسرخسی: ۵/۲۹، مطبوعہ کراچی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء

؎۲ راقم سطور نے اس موضوع پر جو کچھ بھی تحریر کیا ہے وہ قرآن اور حدیث کے دلائل کی رو سے اپنی ذاتی رائے ہے۔

کیا غیر عرب عالم عربی عورت کا ہمسر ہو سکتا ہے؟

[illegible] کی کتابوں میں عام طور سے یہی لکھا ہے کہ ایک عجمی (غیر عربی) شخص ایک عربی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا خواہ وہ عالم یا سلطانِ وقت ہی کیوں نہ ہو لیکن فقہ حنفی کی سب سے زیادہ معتبر کتاب ردّ المحتار میں مذکور ہے کہ ایک عجمی عالم علوی عورت کا ہمسر ہو سکتا ہے اسی طرح غریب عالم ایک جاہل مالدار کا بھی کفو بن سکتا ہے۔ کیونکہ علم کی فضیلت نسب کی فضیلت سے بڑھ کر ہے۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مرتبہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے بڑھ کر ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ کا پایہ علمی اعتبار سے بہت اونچا تھا۔

قالوا الحسیب یکون کفواً للنسیب. فالعالم العجمی یکون کفواً للجاهل العربی والعلویة لأن شرف العلم فوق شرف النسب. وارتضاه فی فتح القدیر. . . . وذکر الخیرا عن جمع الفتاوی العالم یکون کفواً للعلویة لأن شرف الحسب أقوی من شرف النسب. وبهذا قیل ان عائشة أفضل من فاطمة لأن لعائشة شرف العلم۔ [1]

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو نظر آئے گا کہ انسان کے لئے شرف و فضیلت کی اصل چیز اور اصل معیار علم اور دینداری ہے۔ اور جو شخص اس صفت میں فائق ہو جائے اس کا مقابلہ دنیا کی دوسری کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ چنانچہ قرآن اور حدیث میں علم اور اہل علم کی جو فضیلت آئی ہے اس کسی دوسری چیز کی نہیں آئی۔ چنانچہ ایک موقع پر بطور سوال اہل علم کی فضیلت اس طرح ظاہر کی گئی ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (زمر: ۹) کہدو کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

عورت کا دوبارہ نکاح ایک مشکل مسئلہ

واضح رہے اگر کوئی عورت اپنے سے کمتر شخص (غیر کفو) سے نکاح کرلے تو فقہ حنفی کی رو

---

[1] ردّ المحتار (فتاویٰ شامیہ) از علامہ ابن عابدینؒ ۲/۳۵۰، مطبوعہ کوئٹہ

ہے اس عورت کے سرپرستوں کو اس پر اعتراض کا حق حاصل رہتا ہے، جب تک کہ اس عورت کو بچہ نہ ہو جائے۔[۱] اور ایسی صورت میں عورت کے سرپرست ان دونوں کے درمیان "تفریق" کرا سکتے ہیں کیونکہ ایسے کمتر شخص سے نکاح کرنا ان کے لئے ایک عار کی بات ہے۔[۲] مگر ایسی کوئی بھی تفریق صرف قاضی کی عدالت ہی میں ہو سکتی ہے۔ اور جب تک قاضی اس سلسلے میں کوئی فیصلہ نہ کردے طلاق اور وراثت وغیرہ کے احکام ان دونوں کے درمیان جاری رہیں گے۔ کیونکہ نکاح کی اصل عقد صحیح ہے لہذا صحت عقد میں اولیاء (سرپرستوں) کو کوئی نقصان نہیں ہوا ہے۔

ولا یکون التفریق بذلک الا عند القاضی۔ لانہ فسخ للعقد بسبب نقص۔ فکان قیاس الرد بالعیب بعد القبض۔ وذلک لا یثبت الا بقضاء القاضی۔ ولانہ مختلف فیہ بین العلماء، فکان لکل واحد من الخصمین نوع حجۃ فیما یقول۔ فلا یکون التفریق الا بالقضاء۔ وما لم یفرق القاضی بینہما فحکم الطلاق والظہار والایلاء والتوارث قائم بینہما لان اصل النکاح العقد صحیحاً فی ظاہر الروایۃ۔ فانہ لا ضرر علی الاولیاء فی صحۃ العقد۔[۳]

اس اعتبار سے عورت کے سرپرستوں کو اعتراض کرنے اور نکاح کو فسخ کرانے کا اختیار صرف ایک نظریاتی مسئلہ ہے اور عملی دنیا میں اس کا نفاذ انتہائی مشکل اور دشوار ہے۔ خاص کر ہندوستان جیسے ملکوں میں چونکہ کسی عورت کا نکاح عموماً صرف ایک بار ہوتا ہے اس لئے ایسے ملکوں میں اس قانون کا وجود اور عدم دونوں برابر ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اگر عورت کے سرپرست کسی نہ کسی طرح بمشکل تمام ان دونوں کے درمیان تفریق کرانے میں کامیاب ہو بھی جائیں تو پھر ایسی "مطلقہ" عورت کا دوبارہ نکاح ایک مشکل ترین مسئلہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارے اور عرب ممالک کے حالات بہت مختلف ہیں۔ دور اسلام میں حال یہ تھا کہ کسی عورت کی اگر طلاق ہو جاتی تو فوراً ہی اس کا نکاح ثانی ہو جایا کرتا تھا۔ اور ایسی مطلقہ عورتوں کو اس دور کے معاشرہ میں معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ مگر آجکل ایسی

---

۱ دیکھئے ہدایہ مع العنایہ برحاشیہ فتح القدیر ۳/۱۶۰، مطبوعہ کوئٹہ (پاکستان)۔

۲ المبسوط للسرخسی ۵/۲۵-۲۶۔ مطبوعہ کراچی۔

۳ المبسوط ۵/۲۶۔

عورتوں کو ہندو رسم و رواج کی بنا پر حد درجہ منحوس تصور کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس قسم کے مسائل میں (جو عرف و عادات سے متعلق ہیں) دوبارہ غور کر کے ہماری فقہ میں اصلاح و ترمیم کرنے کی ضرورت ہے۔

عورت کا انتخاب

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا وہ مرد کے انتخاب کے بارے میں تھا۔ اب رہا عورت کے انتخاب کا مسئلہ تو اس میں کفاءت یا برابری (ہمسری) شرط نہیں ہے۔ مگر اس سلسلے میں کافی سوچ بچار سے کام لینے کی ضرورت ہے کہ جس عورت یا جس دوشیزہ کو اپنا جیون ساتھی بنانے کے لئے منتخب کیا جا رہا ہے وہ اپنے معیار کے مطابق ہے یا نہیں؟ اس معاملے میں جذباتی بن کر فیصلہ کرنا ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نکاح بار بار نہیں ہوتا۔ بلکہ ہندوستان جیسے معاشروں میں تو عموماً زندگی میں صرف ایک ہی بار ہوتا ہے۔ کیونکہ یہاں پر دوسری شادی کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ اگر اس کی نوبت آ بھی جائے تو عموماً "روکھی سوکھی" پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ہندو رسم و رواج کی وجہ سے یہاں کا ماحول کافی بگڑا ہوا ہے۔ لہٰذا نکاحِ ثانی کے لئے دوبارہ کسی دوشیزہ یا کنواری لڑکی کا حصول جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔

اس سلسلے میں خود حدیث نبوی سے کافی رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ اپنی زندگی کو خوشگوار اور مسرت بخش بنانے کے لئے ہمیں کس قسم کی عورت کا انتخاب کرنا چاہیئے؟۔

عورت کے انتخاب کا غلط طریقہ

عورت کے انتخاب میں عام طور پر لوگ لڑکی کے اخلاق اور اس کی دینداری سے زیادہ اس کے مال و دولت یا اس کے حسن اور اس کی خوبصورتی کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں بعض حدیثوں میں اس قسم کے رجحان کو غلط اور غیر تعمیری فعل قرار دیا گیا ہے۔ کسی عورت سے محض اس کے مال و متاع، حسن و خوبصورتی اور حسب و نسب کی بنا پر نکاح کرنا ایک غیر دانشمندانہ فعل ہے، جس کے نتائج آگے چل کر خراب نکل سکتے ہیں۔

مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً لِعِزِّهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ إِلَّا ذُلًّا، وَمَنْ تَزَوَّجَهَا لِمَالِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ

الاَّ فَقْرًا، وَمَنْ تَزَوَّجَهَا لِحَسَبِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلاَّ دَنَاءَةً، وَمَنْ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً لَمْ يَرِدْ بِهَا اِلاَّ اَنْ يَغُضَّ بَصَرَهُ، وَيُحْصِنَ فَرْجَهُ، اَوْ يَصِلَ رَحِمَهُ، بَارَكَ اللّٰهُ لَهُ فِيْهَا وَ بَارَكَ لَهَا فِيْهِ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت سے محض اس کی شہرت کی بنا پر نکاح کیا تو اللہ اسے ذلیل کرے گا۔ اور جس نے کسی عورت سے محض اس کے مال کی بنا پر بیاہ کیا تو اللہ اس کے فقر و محتاجی میں اضافہ کرے گا اور جس نے کسی عورت سے محض اس کے حسب و نسب کی بنا پر شادی کی تو اللہ اسے پست و حقیر کر دے گا۔ اور جس نے کسی عورت سے نکاح اپنی نظر نیچی رکھنے، اپنی شرمگاہ کو برائی سے بچانے اور صلہ رحمی کی غرض سے کیا تو اللہ ایسے مرد اور عورت دونوں کو خیر و برکت سے نوازے گا۔ [۱]

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لاَ تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ، فَعَسٰى حُسْنُهُنَّ اَنْ يُرْدِيَهُنَّ وَلاَ تَزَوَّجُوْهُنَّ لِاَمْوَالِهِنَّ، فَعَسٰى اَمْوَالُهُنَّ اَنْ تُطْغِيَهُنَّ۔ وَلٰكِنْ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَى الدِّيْنِ۔ وَلَاَمَةٌ خَرْمَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِيْنٍ اَفْضَلُ:

عورتوں سے ان کے حسن و جمال کی بنا پر نکاح مت کرو۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان کا حسن و جمال انہیں مغرور کر دے۔ نیز تم عورتوں سے ان کی مالداری کی بنا پر بھی نکاح مت کرو۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان کا مال انہیں سرکش بنا دے۔ لیکن تم ان سے ان کی دینداری کی بنا پر نکاح کرو (اور یاد رکھو) ایک کالی کلوٹی اور کن کٹی مگر دیندار لونڈی بھی البتہ افضل ہوسکتی ہے۔ [۲]

عورت کے انتخاب کا صحیح طریقہ

عورت کے انتخاب کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ عورت کی ظاہری خوبیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے

---

[۱] ترغیب و ترہیب ۳/۴۶، رواہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ عبدالسلام بن عبدالقدوس وھو ضعیف، مجمع الزوائد ۴/۲۵۲

[۲] ابن ماجہ ۱/۵۹۷، سنن سعید بن منصور ۲/۱۲۸، السنن الکبریٰ ۷/۸۰۔

سب سے پہلے اس کے باطنی خوبیوں کو ٹٹولنا چاہیئے۔ یعنی یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کی سیرت و کردار اور اخلاق و عادات کا کیا حال ہے۔ اور وہ دین کی کس حد پابند ہے؟ دنیوی چیزیں تو آنی جانی ہیں۔ ظاہر ہے کہ مال و متاع ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے۔ لہٰذا عقل اور دانش مندی کا تقاضا یہ ہے کہ عورت کے انتخاب میں دینداری کو اولیت دی جائے۔ قرآن اور حدیث میں صراحتاً و اشارتاً تاکید ہے کہ عورت کا انتخاب ایسا ہونا چاہیئے جس کے باعث وہ مرد کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے۔ اور اس کی دینداری میں اضافہ کا باعث ہو، چنانچہ ارشاد باری ہے:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ: اور (رحمان کے بندے) وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو ہماری بیویوں اور بچوں کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔ (فرقان: ۷۴)

اس کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہوا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ نیک بیویوں اور صالح اولاد کے عطا کئے جانے کی دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ اور اس کا منطقی تقاضا یہ ہے کہ ہم کو اپنی زندگی میں اس کی عملی جدوجہد بھی کرتے رہنا چاہیئے۔ اس اعتبار سے اس آیت کریمہ کا مطالبہ یہ ہے کہ ہم کو بیاہ سے پہلے عورت کے انتخاب میں اس پہلو کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ حدیثوں میں اس آیت کریمہ کی شرح و تفسیر اس طرح آئی ہے:

تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت سے چار باتوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے، اس کے خاندان کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کی دینداری کی وجہ سے۔ تو تم دیندار عورت کو منتخب کر لو۔ [1] (باقی آئندہ)

---

[1] بخاری نکاح ۶/۱۲۳، مسلم رضاع ۲/۱۰۸۶، ابوداؤد نکاح ۲/۵۳۹، نسائی نکاح ۲/۶۸
ابن ماجہ نکاح ۱/۵۹۷، دارمی نکاح ۲/۱۳۴، کتاب السنن ۲/۱۲۵، مسند احمد (الفتح الربانی)
۱۶/۱۴۴، ابویعلیٰ و بزار، مجمع الزوائد ۴/۲۵۴۔